انوار حسین ہاشمی عبدالناصر مہمند

امارات اسلامیہ افغانستان کے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کا قندھار سے خصوصی انٹرویو

○ اسامہ کی خاطر افغان قوم نے کڑی آزمائش قبول کر لی ○ افغانستان میں وائٹ ہاؤس کا حکم نہیں چلنے دیں گے!

○ طالبان نے کوئی مہم نہیں چلائی، لیکن امریکہ خوفزدہ ہے

امارت اسلامیہ افغانستان کے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کا تعلق صوبہ قندھار کے ضلع میوند سے ہے، ان کا شمار ان مجاہد کمانڈروں میں ہوتا ہے جنہوں نے روس کی جارحیت کے آغاز سے لیکر روس کے انخلاء تک اگلے محاذوں میں لڑائی میں حصہ لیا، ان کے جسم کے کئی حصوں پر گولیوں کے نشان موجود ہیں، جہاد کے دوران ان کا تعلق مولوی نبی محمدی کی تنظیم حرکت انقلاب اسلامی سے تھا۔ روس کے خلاف جہاد کے بعد ملا محمد عمر نے اپنی تنظیم کو دینی مدرسے میں تبدیل کر دیا تھا۔ آج بھی قندھار شہر کے مرکز میں، ملا محمد عمر جہادی مدرسہ، موجود ہے۔ جب افغانستان میں جہادی تنظیموں کی آپس میں لڑائی کی وجہ سے افغانستان مزید تباہ ہونے لگا، افغانستان میں لوٹ مار، قتل و غارت گری اور عصمت دری کا بازار گرم ہوا تو ملا محمد عمر اور ان کے کچھ ساتھیوں نے اپنے مدرسے میں بیٹھ کر انقلابی تحریک شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ جسے طالبان تحریک کا نام دیا گیا۔ اس تحریک کا آغاز ملا عمر کے مدرسے سے ہوا، طالبان فورس نے پہلی کامیابی ضلع میوند کے علاقے ڈنڈ کو فتح کر کے حاصل کی جس کے بعد عوام کی بڑی تعداد اس تحریک کے ساتھ شامل ہو گئی۔ اس کے فوری بعد بولدک کے بڑے علاقے پر قبضے کے بعد جب مختلف تنظیموں کے کمانڈروں نے اسلحہ سمیت اپنے آپ کو طالبان کے سامنے پیش کر دیا تو طالبان تحریک افغانستان کے مختلف علاقوں میں بڑھنے لگی۔ طالبان تحریک کے بانی ملا محمد عمر سے ہونے والی تازہ ترین گفتگو نذرِ قارئین ہے۔ (ادارہ)

س: افغانستان ابھی تک حالت جنگ میں ہے۔ کیا اقتصادی اور انتظامی صورتحال بحال ہونے کی امید ہے۔؟

ج: افغانستان ہمیں ایسے حالات میں ملا ہے کہ نہ اس میں مادی لحاظ سے کچھ ہے اور نہ ہی انتظامی لحاظ سے ایسا ملک جسے پہلے روس نے تباہ کیا اور باقی کسر یہاں کی تنظیموں نے آپس میں لڑ کر پوری کر دی۔ اقتصادی حالات بدترین تھے، تعلیم سمیت تمام ادارے ختم ہو چکے تھے۔ عمارتیں اور سڑکیں تباہ ہو چکی تھیں۔ ان حالات میں طالبان نے آ کر جو کامیابی حاصل کی ہے وہ اس بات کی خوشخبری ہے کہ طالبان ہی اس ملک کی تعمیر کر سکتے ہیں اور یہاں ایک مضبوط اسلامی حکومت کا قیام عمل میں لا سکتے ہیں۔ نظام کا قیام اور امن کی بحالی اور لوگوں سے اسلحہ اکٹھا کرنا طالبان ہی کا خاصا ہے۔ اگر علاقائی جنگیں ختم ہو جائیں تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ افغانستان ایک بار پھر ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائے گا۔ انشاء اللہ مخالفین کو شکست فاش ہو گی اور دنیا افغانستان میں ایک صحیح اسلامی حکومت کا نمونہ دیکھ سکے گی۔

س: افغانستان میں ہم نے دیکھا کہ لوگ امن عامہ کی صورت حال سے تو بالکل مطمئن ہیں۔ اور اعتراف کرتے ہیں۔ کہ طالبان کے آنے امن قائم ہو گیا ہے۔ لیکن آپ لوگوں کے معاش اور ذریعہ آمدن پیدا کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہے ہیں۔ اور اقتصادی بحالی کے لئے کیا منصوبہ بندی ہو رہی ہے۔؟

ج: افغانستان کے لئے اس وقت مشکل یہ ہے کہ باقی دنیا سے چالیس سال کے فاصلے پر ہے۔ بیس سال ہم جنگ کی وجہ سے پیچھے رہ گئے اور باقی دنیا بیس سال مزید آگے چلی گئی۔ اقتصادی مسائل اپنی جگہ پر موجود ہیں۔ لیکن یہ طالبان کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ بیس سالہ جنگ کا نتیجہ ہیں، جو روس نے ہم پر مسلط کی اور ظلم کا بازار گرم کیا۔ اسلامی امارت نے چار پانچ سالہ حکومت میں بڑے اہم مسائل حل کر دیئے ہیں، جن میں امن عدالت اور وحدت شامل ہیں۔ امن آپ نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور عدالتی نظام سب کو بروقت اور فوری انصاف مہیا کر رہا ہے۔ جبکہ افغان قوم جو ٹکڑوں میں بٹ چکی تھی۔ رشید دوستم وغیرہ اور دوسروں نے یہ کوشش کی تھی کہ افغانستان کو نسلی بنیادوں پر تقسیم کر دیا جائے۔ لیکن الحمدللہ اسلامی امارت کے قیام سے تقسیمِ افغانستان کی تمام باتیں ختم ہو گئی ہیں۔ اقتصادی مشکلات کی کچھ وجوہات ہیں جن میں افغانستان پر عالمی پابندیاں، جنگ کی حالت اور وسائل کی کمی ہے۔ اس کے علاوہ طالبان کے مخالفین کے مختلف حربے شامل ہیں۔ اس وقت ہمیں ایک سنگین مسئلہ یہ درپیش ہے کہ ہمارے مخالفین بڑی تعداد میں افغان کرنسی روس میں چھاپ کر یہاں پھیلا رہے ہیں۔ جس سے افراطِ زر پیدا ہو رہا ہے اور کرنسی کی قیمت کم ہو رہی ہے، مخالفین اسلامی امارت کو غیر مستحکم کرنے کے لئے جنگ بھی جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ اس کام میں ہمارے دشمن ممالک بھی انکی مدد کر رہے ہیں، ان حالات میں روزگار کے مواقع بھی محدود ہیں۔ ہم جنگ کو ہار نہیں سکتے کیونکہ اس کے ہارنے سے ہم امن، عدالت اور وحدت بھی ہار جائیں گے۔ کیونکہ ہم نے جنگ کے ذریعے یہ تین چیزیں حاصل کی ہیں، اسی وجہ سے ہم ابھی اقتصادی مسائل کی طرف توجہ نہیں دے سکتے۔ ہماری ساری توجہ جنگ کی طرف ہے، تاہم اگر ہم جنگ سے نجات پالیں تو ہم افغان قوم کی بد قسمتی کو ختم کر سکتے ہیں۔ ہمارے لئے تمام مسائل جنگ نے پیدا کئے ہیں۔ اقتصادی مسائل طالبان کی وجہ سے نہیں ہیں بلکہ طالبان اپنے وسائل میں رہ کر امور مملکت چلا رہے ہیں۔ ہم پر اللہ کی طرف سے بھی امتحانات ہیں، اقتصادی پابندیاں ایک طرف، افغانی کرنسی کا بڑی تعداد میں پھیلایا جانا دوسری طرف، اس کے علاوہ خشک سالی بھی ایک بڑا امتحان ہے۔ ان تین مسائل نے ہر افغان کو پریشان کر رکھا ہے، لیکن ہم اللہ سے ناامید نہیں ہیں۔ ان شاءاللہ جلد ان مسائل سے نجات مل جائیگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت دے کہ ہم جو چالیس سال پیچھے چلے گئے ہیں، ہم کم وقت میں تعمیرِ نو اور بحالی کی طرف بڑھ سکیں۔ طالبان بھی عام انسانوں کی طرح مخلوق ہیں، دو ہاتھ اور پاؤں رکھتے ہیں۔ اپنی محنت اور جدوجہد کر رہے ہیں، ملک میں قیام امن کے لئے جانوں کی قربانیاں دے رہے ہیں۔ مدارس میں قرآن پڑھنے والے، اسلحہ چلانے سے نابلد طالبان نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے آج افغانستان کو امن کا گہوارہ بنا دیا ہے۔ اسلحہ اکٹھا کرنے کا جو کام اقوامِ متحدہ پچاس سالوں میں نہیں کر سکتا تھا وہ طالبان نے مختصر ترین وقت میں کر دکھایا۔ افغانستان کی روایت ہے کہ وہ باہر کے کسی شخص کے سامنے نہ جھکتے ہیں اور نہ ہی اسلحہ ان کے حوالے کرتے ہیں۔ طالبان کے ساتھ ان کے تعاون کی وجہ یہ ہے کہ یہ ان کی مسجد و محراب کے رہبر ہیں۔ افغانستان کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں کہ جب انگریز نے افغانستان پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو پانچ سو سے زائد علماء مجاہدین کے لشکروں کے سربراہ تھے اور لوگوں نے ان کا اس لئے ساتھ دیا کہ افغان قوم اسلام کے علاوہ کسی اور کے آگے جھکنا نہیں چاہتی۔ وہ اسلام کی خاطر قربانی دینے کے لئے اس لئے تیار ہو گئے تھے کیونکہ یہ بات انہیں علماء بتا رہے تھے۔

ہمارے پاس دو راستے تھے، امریکہ کی بات مانتے یا اللہ کی فرمانبرداری کرتے!

ہم نے امریکہ کی بجائے اللہ کی فرمانبرداری کو ترجیح دی ✿ اسامہ کا بہانہ بنا کر امریکہ طالبان کو ٹارگٹ کر رہا ہے

یہ وہ قوم ہے جو ہر بیرونی طاقت کے خلاف لڑنے اور مرنے کے لئے تیار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب احمد شاہ مسعود کو روس کی حمایت ملنے لگی تو اس کے ساتھ شامل کئی افغان کمانڈر ہمارے ساتھ آکر مل گئے۔ ان شاء اللہ جنگ جلد ہی ختم ہوگی اور جنگی وسائل تعمیر و ترقی کے کام آئیں گے، کرنسی کا مسئلہ ختم ہو جائیگا، بعض ممالک اس انتظار میں ہیں کہ جنگ ختم ہو اور وہ افغانستان سے رابطہ بڑھائیں۔ اس طرح دوسرے ممالک بھی افغانستان کی تعمیر و ترقی میں حصہ لیں گے۔ جنگ کے خاتمے پر ترقی یقینی ہے۔

س: افغانستان کا ایک بڑا مسئلہ عالمی پابندیاں ہیں۔ عالمی میڈیا کے ذریعے معلوم ہوتا ہے کہ ان پابندیوں میں امریکہ کا ہاتھ ہے اور جس کا بڑا مطالبہ یہ ہے کہ اسامہ بن لادن کو اس کے حوالے کیا جائے۔ آپ نے اسامہ کی خاطر پابندیاں قبول کرلی ہیں، کیا کبھی عوام کی طرف سے آپ پر دباؤ نہیں پڑا جس میں عوام کہتے ہوں کہ اسامہ کی خاطر ان کو معاشی بدحالی دیگر سزا کیوں دی جارہی ہے؟

ج: اسامہ کی خاطر افغانی بہت بڑے امتحان سے گزر رہے ہیں۔ امریکہ سمجھ رہا تھا کہ اسامہ کی شرط پر افغان قوم دب جائے گی مگر افغانیوں نے اس پر امریکہ کے خلاف سخت احتجاج کیا اور اسلامی امارت کو بھی خبردار کیا کہ اگر اسامہ کو امریکہ کے حوالے کیا گیا تو ہم طالبان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ افغان غیرت مند قوم ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اسامہ کا مسئلہ صرف امریکہ اور طالبان کا مسئلہ نہیں ہے۔ امریکہ اس کے ذریعے پوری دنیا پر وائٹ ہاؤس کا قانون نافذ کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ہم وائٹ ہاؤس کا قانون نہیں چلنے دیں گے۔ ان حالات میں ہمارے پاس دو راستے تھے، یا ہم امریکہ کی مانتے یا اللہ کی فرمانبرداری کرتے۔ ہم نے اللہ کی فرمانبرداری کو ترجیح دی۔ اس کی مثال موجود ہے کہ امریکہ کے نقش قدم پر چلنے والا ربانی آج خود نہیں ہے مگر افغانستان موجود ہے۔ اس سے پہلے روس نے بھی دنیا پر تسلط جمانے کی کوشش کی تھی لیکن جب اس کی ٹکر اسلام سے ہوئی تو خود ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ خود ایک روسی جرنیل کا کہنا ہے کہ افغانستان روس کے لئے ایک ایسی بارودی سرنگ ثابت ہوا ہے جس نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ امریکہ بھی روس کے خلاف تیرہ چودہ سال جہاد کی حمایت کرتا رہا، اسامہ بھی ایک مجاہد مسلمان ہے جس نے افغان جہاد میں حصہ لیا لیکن جہاد افغانستان کے بعد امریکیوں کو سب سے بڑا خطرہ اسلام سے محسوس ہونے لگا۔ اور یہ بات اس کے ذہن میں بیٹھ گئی کہ جو لوگ مذہب کی خاطر اپنی جانوں کی قربانیوں سے دریغ نہیں کرتے ان کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ امریکہ پوری دنیا پر اپنا تسلط چاہتا ہے مسلمان اور اسلام ہی اس کی [illegible] میں رکاوٹ ہے اور اسی وجہ سے اسے طالبان سے خوف ہے۔ اگرچہ طالبان نے امریکہ کے خلاف کوئی مہم نہیں چلائی، لیکن امریکہ نہیں چاہتا کہ مسلمانوں کی ایک خود مختار حکومت قائم ہو سکے۔ اسامہ کو بہانہ بنا کر طالبان کو ٹارگٹ کر رہا ہے جو امریکہ کے اس خوف کی نشان دہی کر رہا ہے جو اس کے دل میں ہے۔ امریکہ نے خود اشارہ دیا ہے کہ [illegible] اسامہ کا مسئلہ نہیں ہے۔ امریکہ افغانستان میں مغربی جمہوریت اور مغربی کلچر قائم کرنے چاہتا ہے۔ وہ اسلام اور قرآن و سنت کے قانون کا نفاذ نہیں چاہتا۔ وہ قصاص [illegible] حالانکہ قصاص کا قانون [illegible] نافذ [illegible]

مسلمان کے خون کا بدلہ لیا جائے۔ ایک طرف تو وہ ایسے قوانین کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی کہہ رہا ہے جبکہ دوسری طرف پابندیاں عائد کر کے لاکھوں لوگوں کی زندگیوں کیلئے مشکلات پیدا کر رہا ہے حالانکہ ہم اس لئے قصاص لیتے ہیں کہ اس سے ایک توازن پیدا ہوتا ہے جبکہ ایک قصاص ہزاروں انسانوں کے سروں کا مہر ہوتا ہے۔ امریکہ کے یہ مطالبات دراصل اسلام کو کمزور کرنے کیلئے ہیں، اسامہ کو حوالے کرنے کے مطالبات اسلام کی غیرت کو للکارنے کے مترادف ہیں۔ افغان بڑی غیور قوم ہے، کسی کے سامنے جھکنے کیلئے تیار نہیں ہے۔ اس لئے وہ اپنے مہمان کو کسی صورت امریکہ کے حوالے نہیں کریں گے، یہ افغانیوں کا مزاج ہے۔ دوسری عالمی جنگ میں جرمنی کے گیارہ سفارت کار کابل میں تھے جن کے لئے پوری دنیا نے کوشش کی تھی کہ انہیں حوالے کیا جائے لیکن افغان قوم نے انہیں حوالے نہیں کیا تھا اور کہا تھا کہ یہ ہمارے مہمان ہیں اور ہماری پناہ میں ہیں۔ ہماری ملی اور مذہبی اقدار اس بات کا تقاضہ کرتی ہیں کہ ہم کسی بھی قیمت پر اسامہ کو امریکہ کے حوالے نہ کریں اور یہ حکومت کے لئے خوش قسمتی ہے کہ اگر ہم اسامہ کو امریکہ کے حوالے کرنے کا ارادہ کر بھی لیتے عوام کے غیض و غضب سے کیسے بچ پاتے۔ افغان اپنے آپ کو قربان کرنا جانتے ہیں مگر کسی کی اطاعت قبول نہیں کرتے۔ افغانیوں سے مراد وہ افغان ہیں جو افغانستان میں رہتے ہیں۔ افغانی اقدار اور مذہبی اصولوں کو جانتے ہیں، انہوں نے جہاد میں حصہ لیا ہے۔ یہ 95 فیصد افغانی ہیں جو اسلامی نظام کے خواہاں ہیں۔ صرف پانچ فیصد ایسے لوگ ہیں جنہوں نے روس کو بھی خوش آمدید کہا تھا جو اب بھی مغربی جمہوریت اور مغربی کلچر کا فروغ چاہتے ہیں، یہ محدود لوگ ہیں۔ چونکہ مغربی میڈیا تک ان کی پہنچ ہے اس لئے یہ ان کو اکثریت میں نظر آتے ہیں۔ وہ لوگ جو پہلے کمیونزم اور اب امریکہ کے طرف دار ہیں وہ اسامہ کو حوالے کرنے کی بات کرتے ہیں اگر ہم نے اسامہ کو امریکہ کے حوالے کیا تو یہ قرآن اور سنت کی خلاف ورزی ہوگی۔

رشید دوستم اور دوسرے گروپوں نے افغانستان کو نسلی بنیادوں پر تقسیم کرنے کی کوشش کی

جوں جوں افغانستان پر طالبان کا قبضہ بڑھ رہا ہے ایرانی رویّے میں لچک پیدا ہو رہی ہے

افغانستان کے لئے پاکستان کی قربانیوں کو ہم کبھی فراموش نہیں کر سکتے

س: امریکہ کی ناراضگی تو اسامہ کی وجہ سے ہے مگر سعودی عرب بھی آپ سے کچھ ناراض ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

ج: وہ بھی شیخ اسامہ کی وجہ سے ناراض ہے، اس کا مطالبہ بھی ہے کہ اسامہ کو اس کے حوالے کر دیا جائے۔ سعودی عرب بھی اسامہ کے بارے میں کوئی ٹھوس ثبوت نہیں دے سکا جس سے معلوم ہو سکے کہ اسامہ کی بات کرتا ہے۔ حالانکہ سعودی عرب ان ممالک میں شامل ہے جنہوں نے طالبان کو تسلیم کیا ہے۔ چونکہ افغانستان اور سعودی عرب میں اسلامی شریعت نافذ ہے اس لئے یہ قدرے مشترک انہیں دوبارہ قریب لائے گی۔

س: کیا سعودی عرب میں افغانستان کا سفارت خانہ بند ہے؟

ج: سفارت خانہ تو موجود ہے مگر سفیر نہیں۔

س: کچھ عرصہ قبل ایران کے ساتھ آپ کی بڑی سخت کشیدگی رہی ہے۔ کیا اب حالات بہتر ہو رہے ہیں، یا اسی طرح کشیدہ ہیں۔؟

ج: ایران کے ساتھ تعلقات میں کچھ بہتری ہوئی ہے اور رابطے بحال ہو رہے ہیں۔ جوں جوں افغانستان پر ہمارا قبضہ بڑھ رہا ہے، ایران کا جھکاؤ افغانستان کی طرف زیادہ ہو رہا ہے۔ مخالفین کی شکست کے بعد ایران مجبور ہو کر ہمارے

ساتھ سفارتی و غیر سفارتی تعلقات بڑھائے گا۔ ایران کی سب سے بڑی مشکل افغانستان سے منشیات کی سمگلنگ ہے، اس کی روک تھام کے لئے اس نے اربوں ڈالر خرچ کئے تاہم ہماری طرف سے منشیات پر پابندی کے اعلان کے بعد ایران سے تعلقات میں بہتری آئی ہے۔ ہمارا زیادہ تر بارڈر ایران کے ساتھ ہے اور بارڈر کے ساتھ ساتھ کے علاقے میں پوست کی کاشت ہوتی تھی جس سے ایران کو بہت تشویش تھی۔ جب سے پوست کی کاشت کو امارت اسلامیہ نے ممنوع قرار دیا ہے، ایران کی تشویش کم ہوئی ہے۔

س: جس طرح آپ سے مطالبہ کیا جارہا ہے کہ اسامہ کو ان کے حوالے کر دیں، کیا آپ بھی ایسے ممالک سے مطالبہ کر سکتے ہیں۔ جہاں آپ کے مخالفین ربانی، دوستم، حکمت یار اور مالک وغیرہ موجود ہیں۔؟

ج: ہم نے ابھی تک کسی ملک کو مخالفین کو ہمارے حوالے کر دینے کا مطالبہ اگرچہ نہیں کیا لیکن یہ لوگ وہاں بیٹھ کر ہمارے خلاف سازشیں کر رہے ہیں، ہم انہیں یہی کہتے ہیں کہ آپ خاموش رہیں، لیکن وہ حکومت میں آدھا حصہ مانگتے ہیں۔ ہم انہیں جواب دیتے ہیں کہ انہوں نے پہلے کیا کچھ کیا ہے کہ اب انہیں حکومت میں شامل کر لیں۔ آپ لوگ آئیں، آرام سے رہیں مگر سازشیں نہ کریں۔ ہم آپ کو ہر قسم کا تحفظ دیں گے۔ جہاں تک جنرل عبدالمالک اور دوستم کا تعلق ہے، وہ ہمارے جنگی مجرم ہیں ان کے خلاف ہمارے پاس ثبوت ہیں۔ ان لوگوں نے بہت ظلم کئے ہیں۔ ایران نے بعض افغان رہنماؤں کو پناہ دیکر سفارتی غلطی کی ہے، تاہم اب انہیں ہمسائیگی کا احساس ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہم سے روابط چاہتا ہے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ایران امریکی استعمار کا شکار ہے اور افغانستان بھی اسی مشکل میں ہے۔ ایران کے لئے اپنے بڑے دشمن کے خلاف نمٹنے کے لئے افغانستان سے تعلقات ٹھیک کرنے ہوں گے۔ اس سلسلے میں ایران اور افغانستان کے مقاصد بھی ایک ہیں اور ایرانی حکومت جہاں شدت پسند ہے وہاں سیاسی اثر ورسوخ والے لوگ بھی موجود ہیں جن کی وجہ سے تعلقات میں بہتری آرہی ہے۔ جلال آباد اور ہرات میں ان کے قونصل خانے کھول دیئے گئے ہیں۔ اب سفارتخانہ بھی بنانا چاہتے ہیں۔

س: پاکستان کے ساتھ آجکل آپکی حکومت کے تعلقات کیسے ہیں؟

ج: پاکستان ہمارا برادر اسلامی ملک ہے۔ پاکستان کی حکومت اور عوام نے روس کے خلاف جہاد میں جس طرح افغان قوم کا ساتھ دیا، وہ ہم کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ پاکستان نے نہ صرف افغان عوام کے لئے اپنے ملک کے دروازے کھول دیئے بلکہ پاکستانی مجاہدین نے افغان جہاد میں اپنی جانیں قربان کر دیں۔ پاکستانی بھائیوں نے افغانیوں کے ساتھ مکہ اور مدینہ کی تاریخ دہرائی ہے۔ اس وقت بھی اسلامی امارت کو پاکستان سے کوئی شکایت نہیں ہے، دونوں ممالک کے سفارتی تعلقات بھی موجود ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ اگر کوئی مسئلہ پیش بھی آیا ہے تو دوطرفہ بات چیت سے حل ہو گیا ہے۔ بعض مواقع پر تعلقات میں مشکلات پیش آئی ہیں۔ مگر مذاکرات کے ذریعے حل کر لی ہیں۔

اقوام متحدہ نے ہمیں تسلیم نہیں کیا لیکن ہم نے چیچنیا کو تسلیم کر لیا ہے

تکمیل فتح کے بعد ہم تمام جنگی وسائل ملکی تعمیر و ترقی پر خرچ کریں گے ✿ طالبان نے جنگ کے ذریعے امن، عدالت اور وحدت قائم کی ہے

پاکستان طالبان کا خیر خواہ ہے، پاکستان خود مشکلات سے دوچار ہے لیکن وہ افغانستان کی تعمیر نو میں ہمارا ہاتھ بٹا رہا ہے اور دنیا کے ان چند ممالک میں شامل ہے جنہوں نے اسلامی امارت کی حکومت کو تسلیم کیا ہے۔

افغانستان روس کے لئے بارودی سرنگ ثابت ہوا تھا ✿ طالبان اپنے وسائل میں رہ کر امورِ مملکت چلا رہے ہیں

جب احمد شاہ مسعود نے روس سے مدد مانگی تو اس کے کئی کمانڈر ہمارے ساتھ شامل ہو گئے۔

س: امارت اسلامیہ کے امور مملکت کا طریقہ کار کیا ہے؟ اس وقت افغانستان میں جو طرز حکومت قائم ہے اسے کیا نام دیں گے؟

ج: اس وقت دنیا میں مختلف طرز ہائے حکومت موجود ہیں، ایک بادشاہت، دوسری جمہوریت اور تیسری امارت۔ جمہوریت میں وزیر اعظم کے پاس زیادہ اختیارات ہوتے ہیں۔ لیکن اس نظام میں تعداد کو اہمیت دی جاتی ہے، علم و دانش کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ دوسرا طرز حکومت بادشاہت جس میں فرد واحد پوری سلطنت کا مالک ہوتا ہے، وہ سیاہ و سفید کا مالک ہوتا ہے اور اپنی مرضی کے فیصلے مسلط کرتا ہے۔ تیسرا طرز حکومت امارت ہے جو اسلامی ہے جس میں امیر کے پاس کامل اختیارات ہوتے ہیں لیکن ساتھ شوریٰ بھی ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں امارت کا نظام رائج ہے جس میں امیر کے بعد رئیس الوزراء ہے اور بعد میں وزراء کی شوریٰ ہے۔ ہم نے ہر پانچ صوبوں کو ایک گورنر کے ماتحت کر دیا ہے۔ امیر صرف قرآن و سنت کی روشنی میں فیصلے یا احکامات جاری کرتا ہے اور طالبان اس کے شرعی احکامات پر عمل کرتے ہیں ہمارے ہاں اس طرز حکومت پر کسی کو کوئی اختلاف نہیں، کابینہ اور گورنروں کی تبدیلی پر بھی کوئی اعتراض نہیں کرتا کیونکہ سب ایک مقصد کے تحت کام کرتے ہیں۔

س: کیا افغانستان کے اندر پولیس اور عدلیہ کا باقاعدہ نظام موجود ہے یا طالبان جسے چاہیں پکڑ کر سزا دے دیں۔؟

ج: ہمارے ہاں پولیس اور عدالت دو علیحدہ ادارے ہیں۔ منکرات کے خاتمے کے لئے علیحدہ وزارت ہے جسے وزارت امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا نام دیا گیا ہے۔ اسے مذہبی پولیس کہا جاتا ہے، جو روزمرہ منکرات کے خاتمہ کے لئے سرگرم عمل رہتی ہے۔ اس کا عدالت سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ یہ خود فیصلے کرتی پھرے۔ افغانستان میں عدالت ایک علیحدہ اور خود مختار ادارہ ہے، عدالت کے تین محکمے ہیں ضلع کی سطح پر ابتدائیہ جسے آپ کے ہاں سیشن کورٹ کہا جاتا ہے، صوبے کی سطح پر مرافع، جسے آپ ہائی کورٹ کہتے ہیں جبکہ تیسرا درجہ تمیز ہے جو زون کی سطح پر ہوتا ہے اس کے علاوہ ایک مرکزی عدالت بھی موجود ہے جہاں قاضی القضاۃ بیٹھا ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی مطمئن نہ ہو تو وہ امیر کو درخواست دیتا ہے، جس پر علماء کی خفیہ کمیٹی بنائی جاتی ہے جسے خصوصی عدالت کہا جاتا ہے۔ اس میں جن علماء کا انتخاب کیا جاتا ہے ان کا علم کسی فریق کو نہیں ہوتا۔ وہ آزادانہ طور پر کیس کی انکوائری کرتے ہیں۔ اور پھر اس پر فیصلہ دیتے ہیں، جس کے بعد سزا دی جاتی ہے۔ ہمارے ہاں عدالتی نظام میں نا انصافی کا تصور بھی نہیں ہے۔ مخالفین نے یہ پراپیگنڈہ کیا تھا کہ جج رشوت لیتے ہیں۔ اگرچہ یہ پراپیگنڈہ تھا لیکن اس کے باوجود ہم نے سزا مقرر کر دی کہ رشوت لینے والے جج کو پانچ سال قید سنائی جائیگی۔ تاہم اب تک ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔

س: آپکی حکومت نے پوست کی کاشت کے خاتمے کا جو فیصلہ کیا ہے، کیا یہ UNO کے دباؤ کی وجہ سے کیا گیا ہے یا آپ کا اپنا فیصلہ ہے۔ یہ بھی بتائیں کہ اقوام متحدہ پابندیوں کے باوجود بھی افغانستان کی کوئی مدد کر رہا ہے۔ کیونکہ افغانستان کے ہر علاقے میں UNO کی گاڑیاں بڑی تعداد میں نظر آتی ہیں۔؟

ج: ہم پر اقتصادی پابندیاں لگائی گئی ہیں، تاہم UNO کی طرف سے انسانی امداد بند نہیں ہوئی جواب بھی تھوڑی

بہت جاری ہے۔ آپ کو جو اقوام متحدہ کی گاڑیاں اور دفاتر نظر آتے ہیں، یہ سب کچھ ویسے ہی ہے۔ افغانستان میں جتنا UNO کا نام نظر آرہا ہے اس کا کام اتنا نہیں ہے۔ جہاں تک پوست کی کاشت کے خاتمے کا فیصلہ ہے، یہ ہمارا اپنا شریعت کے مطابق فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ ہم نے خدا کی خوشنودی کے لئے کیا ہے، UNO یا امریکہ کے دباؤ کی وجہ سے نہیں کیا۔ ہم نے تمام صوبائی گورنروں کو حکم دیا ہے کہ وہ اس دفعہ پوست کی کاشت نہ ہونے دیں۔ اس سلسلے میں سرحدی علاقوں میں تھوڑی مشکل پیش آرہی ہے، انشاء اللہ اس پر بھی جلد قابو پالیں گے۔ اس کے لئے خصوصی احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔ ہم تمام امور اسلام کے مطابق چلا رہے ہیں اور اسی کے لئے حکومت حاصل کی ہے اسلام کے نفاذ کے بغیر ہمیں حکومت کی کوئی ضرورت نہیں۔

س: کشمیر، چیچنیا اور فلسطین کے بارے میں آپ کی حکومت کا مؤقف کیا ہے؟

ج: کشمیر کے حوالے سے ہمارا مؤقف بڑا واضح ہے۔ بھارت کشمیر میں مظالم بند کرے، اقوام متحدہ کی قرارداد پر عمل کیا جائے اور کشمیر کا مسئلہ وہاں کے عوام کی خواہش کے مطابق حل ہونا چاہیے۔ دنیا بھر میں جہاں بھی مسلمانوں پر مظالم ہو رہے ہیں ہم ان کی مذمت کرتے ہیں اور ہماری تمام ہمدردیاں مظلوم مسلمانوں کے ساتھ ہیں، چیچنیا پر بھی ہمارا موقف واضح ہے۔ اگرچہ اقوام متحدہ نے ہمیں تسلیم نہیں کیا لیکن ہم نے چیچنیا کو آزاد ریاست کے طور پر قبول کر لیا ہے۔ ہمارا پورا تعاون چیچنیا کے مظلوم عوام کے ساتھ ہے۔ ہم نے کابل اور قندھار میں چیچنیا کو سفارتخانے کے لئے جگہ بھی دے دی ہے، ہم اس قابل ہوئے تو چیچنیا کو مالی امداد بھی فراہم کریں گے۔ بالکل اسی طرح ہم فلسطین کی مکمل آزادی کے حامی ہیں۔ جہاں بھی یہود و ہنود کا قبضہ ہے، ہم وہاں کے مظلوم لوگوں کا ساتھ دیں گے۔

س: اب تک آپ کو کن ممالک کے بارے میں شواہد ملے ہیں جو آپ کے مخالف شمالی اتحاد کو امداد فراہم کر رہے ہیں۔؟

ج: جو ممالک بھی امارت اسلامیہ کے خلاف ہیں وہ شمالی اتحاد کو امداد فراہم کر رہے ہیں۔ شمالی اتحاد کا سب سے بڑا حامی اقوام متحدہ ہے جس نے اسے افغانستان کا نمائندہ تسلیم کر رکھا ہے۔ دنیا پر اقوام متحدہ کی حقیقت واضح ہو جانی چاہیئے کہ جو 95 فیصد افغانستان پر حکومت کر رہے ہیں۔ ان پر اقتصادی پابندیاں عائد کر رکھی ہیں۔ اور جو پانچ فیصد حصہ پر قابض ہیں انہیں UNO اقتصادی امداد دے رہا ہے۔ شمالی اتحاد کو سب سے زیادہ فوجی امداد تاجکستان کے علاقہ کولاب سے مل رہی ہے جو احمد شاہ مسعود کا خاص مرکز ہے۔ اس کے علاوہ انڈیا اور روس بھی شمالی اتحاد کو فوجی امداد دے رہے ہیں۔

س: آپ طالبان کے سپریم کمانڈر بھی ہیں، جنگ کی لمحہ بہ لمحہ صورتحال سے آگاہ بھی ہیں۔ آپ بتائیں کہ اس وقت طالبان کن علاقوں تک پہنچ گئے ہیں۔ اور مخالفین کے پاس کون سے علاقے باقی ہیں۔؟

ج: الحمدللہ طالبان تقریباً تمام افغانستان پر قابض ہو چکے ہیں۔ صرف ایک بدخشان صوبہ جبکہ پروان کا پیسا اور تخار کے چند علاقے مخالفین کے پاس ہیں۔ تخار کے اہم شہر امام صاحب پر قبضے کے بعد شمالی اتحاد کو تاجکستان سے ملنے والی کمک بند ہو چکی ہے۔ مجاہدین نے کلفر کے راستے بدخشان پر بھی حملے شروع کر دیئے ہیں جبکہ وادی پنج شیر کے محاصرے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اس سے امید ہے کہ انشاء اللہ یہ علاقے بھی بہت جلد اسلامی امارت کے قبضے میں آجائیں گے۔

س: مغربی میڈیا طالبان پر یہ الزام عائد کر رہا ہے کہ یہاں انسانی حقوق خصوصاً خواتین کے حقوق کی خلاف ورزی ہو

رہی ہے۔ وہ اس کی بڑی مثال یہ پیش کرتے ہیں کہ خواتین کے تعلیمی ادارے بند کردیئے گئے ہیں اور خواتین کی تعلیم پر پابندی عائد کردی گئی ہے۔ آپ بتائیں کہ اس الزام میں کہاں تک صداقت ہے؟

ج: یہ الزام بھی اسلامی امارت کے خلاف پراپیگنڈہ کا حصہ ہے۔ ہم خواتین کی تعلیم کے نہ ہی خلاف ہیں اور نہ ہی پابندی عائد کی ہے۔ جنگ اور وسائل کی کمی کی وجہ سے ہم اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ خواتین کے لئے تعلیمی ادارے قائم کرسکیں اور انہیں ٹرانسپورٹ کی سہولت دے سکیں۔ اس حوالے سے مغربی پراپیگنڈہ انسانی حقوق کے لئے نہیں ہے بلکہ مغربی کلچر کے فروغ کے لئے ہے۔ وہ خواتین کا پردہ ختم کرکے مغرب کا بے حیا نظام یہاں لانا چاہتے ہیں۔ یہاں کے لڑکوں کے لئے چار دیواری کے بغیر ٹوٹی پھوٹی عمارتوں میں سکول قائم کردیئے گئے ہیں مگر خواتین کی باقاعدہ تعلیم کےلئےادارے اور ان کی عمارات کی تعمیر اشد ضروری ہے۔ ہم جیسے ہی جنگ سے فارغ ہوں گے خواتین کے لئے شریعت کے مطابق مکمل تعلیم کے انتظامات کریں گے۔ (مطبوعہ ہفت روزہ ندائے ملت لاہور)

بقیہ از ص 19

کا سب سے پہلا لشکر جو بحری لڑائیوں کا آغاز کرے گا اس پر جنت واجب ہے" حضرت امیر معاویہ نے اسلامی فتوحات کا دائرہ کار عرب و عجم اور یورپ و افریقہ تک وسیع کیا اور آپ کا دور حکومت اجماع امت اور اتحاد امت کا مظہر تھا۔ آپؓ نے مسلمانوں میں اتفاق اور یگانگت کو فروغ دینے اور خلافت راشدہ کی تصویر کا دل نواز چوکھٹہ قائم رکھنے کی جو کوشش کی وہ ہر دور کے لئے قابل تحسین و قابل تقلید ہے اسلام کا یہ عظیم المرتبت صحابیؓ جنہیں ھادی و مہدی کہا گیا جن کے لئے شہروں پر غلبے کی دعا کی گئی جن کو قوی اور امین کے لقب سے نوازا گیا جنہیں رازدار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل تھا ۲۲ رجب المرجب ۶۰ ہجری کو بیماری میں مبتلا ہو کر دارالفناء سے دارالبقاء کی طرف چل دیئے آپ کی وفات کی خبر سن کر مکہ اور مدینہ کی گلیاں اور بازار تک رو پڑے اور غم میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی فضاؤں تک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اس طرح اسلام کے اس زریں عہد کا خاتمہ ہوا۔ جسے حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے حسن تدبر اور فہم و فراست سے جلا بخش رکھی تھی۔

بقیہ از ص 17

دشمنان صحابہ کی ایجاد کردہ رسم ہے۔ حضرت جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ اس دن پیدا ہوئے نہ فوت ہوئے۔ ان کی پیدائش خود رافضی ماخذ کے مطابق ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ میں اور وفات ۲۵ شوال ۱۴۸ھ میں ہوئی۔ (دیکھئے: تذکرہ الائمتہ از محمد باقر مجلسی: ص ۹۹، ۱۰۰، نیز حضرت جعفر صادق: ص ۳ مطبوعہ قم)

۲۲ رجب دراصل جلیل القدر صحابی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا دن ہے، ان کی وفات کی خوشی منانے کے لئے اس رسم کو حضرت جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرکے سادہ لوح مسلمانوں میں پھیلا دیا گیا ہے۔ خود سوچیئے کہ ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر شیرینی بانٹنا کس قدر سخت گناہ اور وبال کا باعث ہے؟ اس لئے ہرگز ایسی رسم نہ کرنی چاہئے بلکہ دوسروں کو بھی اس کی حیقیقت سے آگاہ کرکے اس سازش سے بچانے کی پوری کوشش کریں۔ جس نے آج تک غلطی سے اس میں حصہ لیا اسے صدق دل سے توبہ واستغفار کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو دین کی صحیح سمجھ نصیب فرمائے۔